خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

آغا خان اسکول میں بچوں سے خطاب

ACD 126

Track - 1

63:00

''بچے اور ماں''۔ ''انسان اور حیوان''۔ ''انسان اس دنیا میں کیوں آیا؟''

اعوذ باللہ ......

بسم اللہ ......

تلاوت قرآن کریم (لو انزلنا ھذا القرآن)

....

یہ رسم تقریب ہے کہ جب کوئی مقرر تقریر کرتا ہے تو وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ
آپ حضرات نے مجھے یہاں بلاکر عزت بخشی۔ آپ حضرات نے مجھے اس قابل
سمجھا کہ میںآپ کے درمیان بیٹھ کر کچھ باتیں آپ کو بتاؤں اور سناؤں۔اس میں
بہت ساری باتیں ایسی بھی کہے جاتی ہیںکہ جو رسمی باتیں ہوتی ہیں۔لیکن
میرے لئے واقعتا آج کی یہ تقریب بڑی خوشی کی تقریب ہے اس لئے کہ یہ جو
بچوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے یہ میرے لئے پہلا موقع ہے۔بڑے بڑے
اجتماعات میں، بڑے بڑے جلسوں میںمجھے کچھ نہ کچھ بولنے کا موقع ملا ہے۔
میں پاکستان سے باہر یورپ بھی جاتا رہتا ہوں۔وہاں کالجوں میں، یونیورسٹیوں
میں، چرچوں میں، مساجد میں، مندروں میںمجھے بلایا جاتا ہے۔ بہت بڑے اجتماع
ہوتے ہیں۔لیکن آج کا جو یہ اجتماع ہے بچوں کا اجتماع فی الواقع مجھے یہاں آکر
بہت ہی خوشی ہوئی۔اور خوشی اس لئے بھی ہوئی ابھی میں محترمہ باجی
صاحبہ سے عرض کررہا تھا یہ بڑھاپا جو ہے اس کی ایک بہت بڑی ضرورت بچے
بھی ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا بچے بوڑھے جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیںتو
بوڑھے بھی بچے بن جاتے ہیں۔ یہ بھی آپ نے سنا ہوگا کہ بوڑھے بچے برابرہوتے
ہیں۔وہ ساری حرکتیں بڑے میاں بڑی اماں کرتی ہیں جو بچے کرتے ہیں۔ مثلاً آپ
دادا گھوڑا بن گئے پوتا کمر پہ سوار ہوگیا۔وہ جس طرح گھوڑے کی لگام پکڑ کے
گھوڑے کو ادھر سے ادھر کیا جاتا ہے پوتے صاحب دادا کے کان پکڑ کے سر کو ادھر
ادھر گھماتے رہتے ہیں۔وہ پوتے اور دادا کا جو تعلق ہوتا ہے وہ اتنا عجیب ہوتا
ہے کہ میرا خیال ہے آپ بچے اسی وقت سمجھیں گے جب آپ خود بھی دادا بنیں
گے۔تو آج میرے لئے بڑی بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ماشاء اللہ اتنے سارے بچے
اب یوں سمجھئے کہ آپ کے والدین میری اولاد کے برابر ہیں۔ تو آپ اپنے والدین
کے رشتے سے میرے سب پوتے ہیں اور میں آپ سب کا دادا ہوں۔تو اب ہمیں جو

باتیں کرنی ہیںوہ دادا پوتے والی کرنی ہیں۔ تاکہ مجھے اس بات کی خوشی ہو
کہ میں اپنے بچوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ کو اس بات کی خوشی ہو کہ بھئی یہ
بڑا بڈھا آدمی ہمارے درمیان میں آیا اور ہم سے کچھ باتیں کرے گا۔میرا خیال ہے
کہ گفتگو سے پہلے اگر ہم کوئی موضوع مقرر کرلیں تو بات کو سمجھنے میں
آسانی ہوگی۔آپ لوگوں کی کلاسوں میں تو مختلف موضوعات ہوتے ہیں۔
اسلامیات، جغرافیہ، تاریخ، معاشیات، یہ موضوع الگ الگ ہونے سے آدمی کے
ذہن میں نئے نئے علوم منتقل ہوتے ہیں۔تو ہم بھی موضوع آج چن لیتے ہیںتو پہلا
موضوع جو ہے وہ ہمارا یہ ہونا چاہئے کہ بچے اور والدین۔بچے اور ماں باپ۔
دوسرا موضوع ہمارا یہ ہونا چاہئیے کہ انسان اور حیوان۔اس لئے کہ زمین پر دو
ہی مخلوق آباد ہیں۔یا حیوانات آباد ہیں یا انسان آباد ہیں۔اور تیسرا موضوع
ہمارا یہ ہونا چائیے کہ ہم اس دنیا میں کیوں آئے ؟ کب تک ہمیں رہنا ہے؟کیا
اس دنیا میں ہمیں مستقل رہنا ہے یا کہیں چلے جانا ہے؟تو یہ تین موضوع انشاء
اللہ ہم مختصر گفتگو کریں گے۔پہلی بات یہ ہے کہ کوئی بھی بچہ اس وقت تک
بچہ نہیں ہوتا جب تک والدین نہ ہوں۔ماں باپ ہوتے ہیں تو بچے ہوتے ہیں۔یہی
حال ماں باپ کا ہے ان کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ پھر دادا نانی کا بھی یہی مسئلہ
ہے کہ ان کے ماں باپ ہوتے ہیں۔یہ سلسلہ میرے ماں باپ سے آپ کے ماں باپ
سے شروع ہوکر آدم و حوا تک چلا جاتا ہے۔تو ہم یوں کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ
آدم و حوا کا پیدا نہ کرتا تو نہ میں ہوتا نہ میرے ماں باپ ہوتے ، نہ آپ ہوتے ،
کوئی بھی نہ ہوتا۔تو اماں حوا اور ابا آدم کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا یہ
ساری دنیا جو ہے پیدا ہو اور دنیا میں ایک ایسا نظام قائم ہوجائے کہ جس نظام
کے تحت انسان آپس میں بھائی چارے کے ساتھ ، محبت کے ساتھ ، ادب و احترام
کے ساتھ اس دنیا میں قائم رہے ، اور زندہ رہے اور اس دنیا کو رونق بخشے۔ماں
باپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جب بچے اس دنیا میں آجاتے ہیںوہ ان کی دیکھ
بھال کرتے ہیں، تربیت کرتے ہیں۔علم و ہنر سے انہیں آراستہ کرتے ہیں۔ ماں
باپ کے ساتھ ساتھ جو بزرگ دادا دادی، نانا نانی ہوتی ہیں ان کی بھی ذمہ داری
ہوتی ہے ۔ تو میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی مسئلہ درپیش ہوا کہ میری والدہ
صاحبہ تھیں، میرے والد صاحب تھے اور میری دادی اماں تھیں۔ تو گھر میں میں
بہن بھائیوں کے ساتھ تین بڑے تھے ایک وہ اباجی ، ایک والدہ صاحبہ اور ایک میری
دادی اماں۔ تو ان تینوں کی توجہ سے اور ان تینوں کی تربیت سے آہستہ آہستہ
میرا شعور بڑا ہوا ۔ علم حاصل ہوا۔اس میں جو تربیت میں جو بڑا حصہ ہے جو
میں سمجھتا ہوں یا جس کا مجھے باربار خیال آتا ہے وہ یہ ہے کہ میری دادی
اماں کا زیادہ حصہ ہے۔اور دادی اماں کا زیادہ حصہ اس طرح ہے کہ وہ مجھے
کہانیاں بہت سناتی تھیں۔ایک تو کہانی بہت سناتی تھیں۔ دوسرے یہ انہیں طرح
طرح کے حلوے پکانے کا شوق تھا۔تو حلوے بہت کھلاتی تھیں۔تو دادی اماں میری
میں جب رات کو ان کے پاس جایا کرتا تھاجو مجھے یاد ہے جو تقریباً چھ سات
سال کی باتیں ہیںسب بچوں کو یاد ہوتی ہیں مجھے بھی یاد ہے۔تو جب وہ

کہانی سناتی تھیں تو وہ ایک بات کو کہانی سے پہلے ضرور کہتی تھیں... ہمارا
تمہارا خدا بادشاہ ... خدا کا بنایا رسول بادشاہ ... رسول بادشاہ کے بنائے ہوئے
اماں ابّا تو یہ تین چیزیں وہ ضرور کہا کرتی تھیں۔جب پہلی بات یہ ذہن
میںآگئی کہ اصل بادشاہ یا اصل مالک یا اصل خالق اللہ ہے۔... ہمارا تمہارا خدا
بادشاہ ... خدا کا بنایا رسول بادشاہ۔۔ اور اللہ کے بعد اگر کوئی ہستی ہے جو
انسان کو حیوانات سے نکال کر ممتاز کرتی ہے وہ اللہ کے بعد جو ہستی ہے وہ
پیغمبروں کی ہستی ہے رسول اللہ ؐ کی ہستی ہے۔حضرت محمد رسول اللہؐ
کی ہستی ہے۔اور اس کے بعد تربیت کی ذمہ داری جو ہے وہ والدین کے اوپر
عائد ہوتی ہے۔تو آپ یہ دیکھیں کہ ہر بچے کا پہلا اسکول اس کا گھر ہوتا ہے۔
اگر والدین بچوں کی تعلیم و تربیت میں بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ حصہ نہ
لیں تو بچوں کی تعلیم و تربیت جو ہے وہ متاثر ہوجاتے ہیں۔تو پہلی بات تو یہ
ہے کہ ہماری جو شناخت ہے بچوں کی جو شناخت ہے وہ ان کے ماںباپ ہیں۔اب
ماں باپ بچوں کو جو تعلیم و تربیت دے دیتے ہیںویسا ہی بچہ بن جاتا ہے۔میرے مرشد
کریم حضور قلندر بابا اولیاء نے مجھ سے ایک دفعہ فرمایاکہ ہندوستان میں ایک
ڈاکو تھاسلطانہ ڈاکو۔سلطانہ ڈاکو بڑا مشہور نام ہے۔اس پہ کتابیں بھی لکھی
گئیں۔ اس پہ فلمیں بھی بنائی گئیں۔جب وہ پکڑا گیاتو اس کی آخری خواہش
پوچھی گئی بھئی اب تمہیںسزائے موت ہوگئی ہے تم اپنی آخری خواہش بتاؤ۔یہ
قانون ہے کہ جب کسی کو سزائے موت دی جاتی ہے تو اس سے آخری خواہش
پوچھی جاتی ہے اور گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو پورا کرے۔تو اس نے
کہا کہ جی میں تو اپنی اماں سے ملنا چاہتا ہوں۔آخری وقت میں میں اپنی ماں
سے ملنا چاہتا ہوں۔ماں پیش کردی گئی۔اب جب اسے تختہ دار پر کھڑا کیا گیااور
ماں کو سامنے لاکر کھڑا کیاتو ماں رونے لگی ظاہر ہے ماں کو تو رونا ہی چاہئیے
تھا ماںبہت روئی۔تو اس نے سلطانہ ڈاکو نے کہا کہ ماں میں نے آپ کو اسی لئے
بلایا ہے تاکہ آپ میرا آخری انجام دیکھ لیںاور یہ میں بتانا چاہتا ہوںکہ جب میں
چھوٹا سا تھا اور پڑوس میں سے انڈہ چرا کر لایا تھا اور تم نے وہ انڈا پکاکرمجھے
کھلادیا تھا۔ اگر پڑوس میں سے میرا وہ انڈہ جو میں چرا کر لایا تھا آپ مجھے پکا
کر نہ کھلاتیںاور وہ انڈا واپس کرادیتیںتو نہ میں سلطانہ ڈاکو بنتااور نہ مجھے
موت کی سزا ہوتی۔تو اس واقعہ کے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ماں
باپ یہ چاہتے ہیں کہ اولاد ادب و احترام کرے اسی طرح ماں باپ کی یہ ذمہ
داری بھی ہے کہ اولاد کے ساتھ وہ معاملات رکھیںجو معاملات آگے چل کر اولاد کو
پریشان نہ کریں۔کوئی بچہ یہ دیکھیں آپ ماشاء اللہ سب سمجھدار ہیںپھرا س
بات کو سمجھ لیجئے کوئی بچہ ماں باپ کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔یہ اللہ کا بنایا
ہوا قانون ہے۔کوئی بچہ جب تک کہ والدین اس کی دیکھ بھال نہ کریں، اسے
دودھ نہ پلائیں، اس کو نہلائے دھلائے نہیں، اس کی گرمی سردی کا خیال نہ
کریں۔ اس سے محبت نہ کریں۔ اس کی ضروریات کی کفالت نہ کریںتو کوئی
بچہ بڑا نہیں ہوسکتا۔تو دنیا میں جو سب سے زیادہ ضروری چیز ہے انسانوں کے

لئے وہ یہ ہے کہ آدمی جب بڑا ہو تو اس کی ایک شناخت ہو۔اس کی ایک پہچان ہو۔اور وہ شناخت اور وہ پہچان اس طرح ہوتی ہے کہ جب والدین بچوں کو ادب و احترام سکھادیتو بچے کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا پورا پورا ادب و احترام کریں۔میرے دوست تھے مصطفی اسماعیل صاحب حبیب بینک کے منیجنگ ڈائریکٹر تھے۔میرا ان کے ہاں آنا جانا تھا۔ میں ان کی والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا بڑی ضعیف تھیں، بڑی خوبصورت تھیں۔ان کے ہاتھ میں رعشہ تھا۔تو انہوں نے اگالدان اٹھایاپیک ڈالنے کے لئے اور قالین پہ وہ سارا پان کا تھوک وغیرہ گر گیا۔ تو وہاں مصطفی اسماعیل صاحب بھی بیٹھے ہوئے جھولا جھول رہے تھے۔وہ تیزی کے ساتھ آئے حالانکہ وہاں ان کی بہنیں بھی تھیں۔ ان کے نوکر چاکر بھی تھے۔ان کی مصطفی اسماعیل صاحب کی بیگم بھی تھیں۔تو وہ تیزی کے ساتھ آئے اور انہوں نے ہاتھوں سے پورا وہ سارا تھوک اٹھایا اگالدان میں ڈالا پھر جلدی سے باتھ روم میں گئے اور وہاں سے جناب اسفنج لے کر آئے پانی لے کر آئے صاف کرکے پھر انہوں نے اپنی اماں کا باقاعدہ پہلے ٹشو سے منہ صاف کیا پھر جلدی سے تولیہ لے کر آئے منہ دھلایا۔میں بڑا حیران ہوا کہ یہ یہاں اتنے نوکر بھی ہیں۔ ان کی بیٹیاں بھی ہیں۔ دوسرے لوگ بھی ہیں۔ یہ خود سارا کام انہوں نے ...۔ اور اتنا بڑا وہ افسر انیس ہزار برانچوں کامنیجنگ ڈائریکٹربینک کا۔ تو میرے پاس ان کی بہن بیٹھی ہوئی تھیں میننے کہا بھائی ایسا تو کبھی دیکھانہیں ہے۔تو انہوں نے کہا نہیں یہ اپنی اماں کے سارے کام خود ہی کرتے ہیں۔بعد میں میں نے جب ان کے بارے میں معلومات حاصل کیںتو پتہ چلا کہ وہ تعلیمی لحاظ سے صرف بی کام تھے۔اور ترقی کرتے کرتے پہلے اسٹینڈرڈ بینک میں گئے۔ پھر مسلم کمرشل بینک میں گئے۔اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت بخشی کہ وہ حبیب بینک کے منیجنگ ڈائریکٹر ہوگئے ۔ ایسے بے شمار واقعات ہیںجو میرے تجربے میں ہیں جن سے میںواقف ہوں۔اور وہ مجھ سے ملے ہیں کہ جن بچوںنے اور جن بڑے لوگوں نے اپنے ماں کی اور باپ کی خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ضرور عزت بخشی ہے۔ایسا آج تک دیکھنے میں نہیں آیا کہ اگر بچوں نے اپنے ماں باپ کی خدمت کی ہو ۔ اپنے ماں باپ کی عزت کی ہو۔ ان کا احترام کیا ہو اور وہ دنیاوی اعتبار سے پیچھے رہ گئے ہوں۔اللہ تعالیٰ انہیں ضرور ہی ایسے وسائل فراہم کردیتا ہے کہ وہ دنیا میں عزت دار ہوکر رہتے ہیں۔ اور بڑے ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے ۔ مالی اعتبار سے بھی۔ علمی اعتبار سے بھی۔ عزت کے اعتبار سے بھی۔والدین کا اللہ تعالیٰ بھی حکم دیتے ہیں کہ والدین کا احترام کرو۔اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں کہ اپنے والدین کا احترام کروجب تم کسی قابل نہیں تھے یعنی اتنے چھوٹے سے تھے آپ نے اپنے چھوٹے بہن بھائی دیکھے ہوں گے کہ وہ کروٹ بھی نہیں لے سکتے۔ بیٹھ بھی نہیں سکتے۔اگر پیشاب وغیرہ ان کو آجائے تو خود صاف بھی نہیں کرسکتے۔تو یہ سارے کام ماں کرتی ہے۔اور ماں بچے کو دودھ پلاکر ، غذا فراہم کرکے بچے کو اس قابل کرتی ہے کہ وہ بیٹھ جائے ، اٹھ جائے اور حرکت کرے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ تمہارا اپنی ماں کا ادب کرو۔جب تم چھوٹے سے تھے اور گیلے ہوجاتے تھے
پیشاب سے تو تمہاری ماںتمہیں سوکھے میں سلاتی تھیاور تمہیں سوکھے بستر
پہ سلاتی تھیاورخود گیلے بستر پہ سوجاتی تھی۔ایک دفعہ میری والدہ صاحبہ
نے مجھے قصہ سنایابڑا عجیب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ سب لوگ واقف
ہوں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ
سے باتیں کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر
گئے اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ! اب سنبھل کے آنا۔موسیٰ علیہ السلام بڑے گھبرا
گئے پریشان ہوگئے کیا غلطی ہوگئی اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کہا۔ دیا سنبھل کے
آنا۔تو اللہ میاں نے فرمایاکہ اے موسیٰ تمہاری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔اور
تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے لیکن ہم جانتے ہیںکہ جب تم ہمارے پاس کوہ
طور پر باتیں کرنے کے لئے آتے تھے تو وہ سجدے میں گرجاتی تھی۔اور ہم سے دعا
کرتی تھی اے اللہ! میرا بیٹا بڑا کمزور ہے ۔ اگر اس سے کہیں غلطی ہوجائے
کہیںبھول چوک ہوجائے تو اسے معاف کردینا۔تو ہم تمہاری بھول چوک غلطی جو
بھی تھی اس پر تمہاری ماں کی دعا کی وجہ سے نظر انداز کردیتے تھے۔اب
چونکہ ان کا انتقال ہوگیا ہے اب آپ کو خود اپنی ذمہ داری کے تحت آنا ہے۔اللہ
تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیںکہ جب تمہارے ماں باپ بوڑھے ہوجائیں۔ ضعیف
ہوجائیں۔ انہوں نے تمہیں کھلایا ہے پلایا ہے۔اچھا لباس پہنایا ہے ۔ تمہاری تعلیم
میں جدوجہد کی ہے کوشش کی ہے۔جب وہ بوڑھے ہوجائیںتو تم ان کے سامنے
اونچی آواز سے بات نہ کرو۔یہاں تک مسئلہ ہے اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوں۔
دیکھئے نماز ایک ایسا عمل ہے جس میں بندے کا اور اللہ کا ایک براہ راست تعلق
قائم ہوجاتا ہے ۔ اگر تم نماز پڑھ رہے ہو اور تمہاری بوڑھی ماںکسی ضرورت
سے تمہیںآواز دے تو تم نماز توڑ کے اس کے پاس جاؤ اس کا کام کرو پھر نماز
پڑھو۔ والدین کے حقوق کے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ہر آدمی
جو بڑا ہے جو بچہ ہے جو چھوٹا ہے ماں کی محبت کو جانتا ہے۔ ماں کا جو تعلق
اولاد سے ہے وہ بھی سب جانتے ہیں۔ تو جو بچے اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے
ہیں۔ اپنے ماں باپ کا کہنا مانتے ہیں۔ اپنے ماں باپ کا ادب کرتے ہیںتو پیارے
بچوں وہ اس دنیا میں بھی خوش حال رہتے ہیںاور جب اس دنیا سے آپ جائیں گے
اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔ ستّر اسّی نوے سال کے ہوں سو سال کے ہوں
بہرحال جانا تو سب کو ہے تو ماں کی خدمت کا صلہ آپ کو وہاں بھی ملے گا۔
والدین اولاد کو پیدا کرتے ہیں۔میرے مرشد حضور قلندر بابا فرمایا کرتے تھے کہ
جب والدین سے بچے پیداہوتے ہیںتو ان کی حیثیت کوئلے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ
بالکل بلینک ہوتے ہیں۔لیکن جب وہ استاد کے پاس جب وہ جاکر بیٹھ جاتے ہیںتو
استاد اس کوئلے کو ہیرا بنادیتا ہے۔اب آپ اس کو یوں سمجھیںکہ آپ کے دو
دوست ہیں۔ ایک دوست کو استاد نہیں ملا۔ دوسرے دوست کو استاد مل گیا۔
استاد نے بھی محنت کی بچے نے بھی استاد کا ادب احترام کرکے علم سیکھا۔ اب
آپ یہ بتائیں بازارمیں ان دو دوستوں میں سے کس دوست کی قیمت لگے گی؟

بتائیں بھائی؟ دو دوست ہیں ایک دوست کو استاد مل گیا۔مدرسے جانے لگا۔
اسکول جانے لگا۔وہاں پڑھ گیا لکھ گیا۔ میٹرک کرلیا۔ بی اے کرلیا۔ ایم اے کرلیا۔
پی ایچ ڈی کرلیا۔اور دوسرا دوست جو ہے وہ پڑھا نہیں۔ پڑھنے کا مطلب ہے کہ
استاد اسے نہیں ملا۔یا اس نے استاد کا ادب احترام نہیں کیا۔تو دنیا میں عزت
کسے ملے گی؟ زور سے بتائیں۔ جس کو استاد مل گیا۔تو اب جس کو استاد نہیں
ملاوہ ٹھیک ہے پیٹ بھی بھرلے گا۔ محنت مزدوری کرلے گا۔روٹی بھی کھالے گا۔
اس کی شادی بھی ہوجائے گی۔بچے بھی اس کے ہوجائیں گے۔لیکن جو عزت و
توقیر اس بچے کو ملے گی جو استاد کے پاس بیٹھ گیا ہے جس نے استاد کا ادب و
احترام کرلیا۔وہ جاہل بچے کو بھی نصیب نہیں ہوگی۔تیسری بات یہ ہے کہ میں
نے آپ سے تین موضوع پر بات کی تھی اب تیسرا موضوع یہ ہے کہ ہم یہاں اس
دنیامیں جو پیدا ہوتے ہیںبظاہر یہ بات ہے کہ اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ روٹی
کھائیں،کپڑے پہنیں، گھر بنائیں۔ جوان ہوں شادی کرلیں۔بوڑھے ہوں مرجائیں۔
بظاہر تو یہ نظر آتا ہے۔لیکن اگر آپ غور کریں کہ یہ جو زندگی ہے یہ جو پیدا
ہوگئے بڑے ہوگئے شادی کرلی یہ تو آپ کو حیوانات میں بھی یہ زندگی ملتی ہے۔
مثلاً اگر آپ ایک بکری پالیں اپنے گھر میں۔ بکری بھی کھانا کھاتی ہے۔بکری بھی
بڑی ہوتی ہے۔وہ بچے جو بکری کے ساتھ بڑا ہورہا ہے وہ بھی بڑا ہوگیا۔لیکن
فضیلت جو ہے وہ اس انسان کی جو بکری کے ساتھ رہ رہا ہے یا کسی بھی گائے
کے ساتھ رہ رہا ہے کہ وہ علم حاصل کرتا ہے۔ایک کبوتر ہے وہ اسکول نہیں
جاتا۔اس کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت ہی نہیں دی۔ایک چڑیا ہے وہ گھر بناتی ہے
آپ نے دیکھا ہوگا ہ اپنے گھروں میں چڑیا دوپہر میں چھوٹے چھوٹے تنکے جمع
کرتی ہے اپنا گھر بناتی ہے۔انسان بھی اپنا گھر بنالیتا ہے۔تو انسان کو اس دنیا
میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ حیوانات سے ممتاز ہوکر ہ کتے بلی سے ممتاز
ہوکر ایک عزت دار زندگی گزارے۔ اب جب آپ یہ دیکھتے ہیں کہ جو میں نے آپ
سے عرض کیاکہ ہماری اگر پیدائش کو ہم سمجھنا چاہیں تو ہم یہی کہیں گے
کہ ہمارے ابا ہماری اماں،ہمارے دادا، ہماری دادی، ہمارے نانا، ہماری نانی یہ
سلسلہ آدم تک پہنچ جاتا ہے۔تو آدم کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم
سکھایا۔سب سے بنیادی بات یہ سمجھنے کی ہے کہ آدم کو جب علم سکھایاتو
انسان کی بنیاد ہی علم ہوگئی۔تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں اس دنیا میں اس لئے
بھیجا ہے کہ ہم نئے نئے علوم سیکھیں۔ ....۔ سیکھنے کے بعد انہوں نے نئی
نئی ایجادات کیں۔اور ایجادات کی بنیاد پرنوع انسان ہم سب دوسری مخلوقات
سے ممتاز ہوگئے۔یہ میں آپ کے سامنے جو معروضات پیش کررہا تھااس میں
یہی بات ہے کہ بچے والدین کاسرمایہ ہوتے ہیں۔اور ماں باپ بچوں کا سرمایہ
ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ والدین بھی اپنی ذمہ
داری پوری کریںاور اولاد بھی اپنی ذمہ داری پوری کرے۔جتنے پیغمبر اس دنیا میں
تشریف لائے، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ہارون، حضرت داؤد،
حضرت سلیمان، حضرت یوسف،حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور ہمارے

پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو بھی دنیا میں آیا سب بچوں کی طرح آیا۔ سب ایک ہی طرح پیدا ہوئے۔ اب رسول اللہ ﷺ کا بھی بچپن تھا۔رسول اللہ ﷺ بچپن میںکھیلتے بھی تھے، کشتی بھی لڑتے تھے، کبڈی بھی کھیلتے تھے۔اور اپنا خاندان ان کا معزز خاندان اس میں علم بہت تھا، علم بھی سیکھتے تھے۔اور علم کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جہان میں افصل قرار دیا۔اب آپ یہ دیکھیں کہ حضور پاک ﷺ نے قرآن پاک کتاب ہم مسلمانوں کے لئے چھوڑی ہیںتو اس قرآن کو ہم علم کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم سکھایا۔وہ علم اس لئے انہوں نے چھوڑا کہ حضور پاک ﷺ یہ چاہتے ہیںکہ تمام نوع انسانی اور حضور پاک ﷺ پر ایمان والے ، ایمان لانے والے بچے بھی علم حاصل کریں۔بس کافی ہے۔ بات یہ ہے اصل میں میں خود

confuse

ہوں اس لئے کہ مجھے بچوں میں آنے کا پہلا اتفاق ہوا ہے اور اتنا میں خوش ہوںکہ میں یہ نہیں سوچ پارہا ہوں کہ اپنی خوشی کا اظہار کن الفاظ میں کروں۔

اچھا بھئی بچوں ایک بات ہے۔ ماشاء اللہ آپ نے تھوڑی سی یہ میری باتیں سنیںایک کام یہ کرتے ہیں کہ آپ لوگ مجھ سے کوئی سوال کریں۔کوئی بھی سوال کریں۔ کوئی بھی سوال کریں۔کوئی بھی سوال کریں۔ چھوٹا بڑا گھر کا ماں باپ کاعلم کا۔

(...........سوال)

دیکھئے نماز کا جو تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن پاک میں نماز کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں ایک بات تو یہ ضروری ہے کہ ہر مسلمان بالغ مرد عورتوں پر نماز فرض ہے۔نماز کو ہم کسی بھی طرح چھوڑ نہیں سکتے۔اگر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیں۔بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لیں۔ لیٹ کر نہیں پڑھ سکتے تو اشاروں سے پڑھ لیں۔اب نمازمیں قرآن شریف جیسے ابھی آپ نے بتایا ... الحمد للہ رب العالمین پڑھتے ہیںتو میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے نماز میں الحمد شریف پڑھ لی اور الحمد شریف کا ترجمہ یاد نہیں ہوا تو نماز کی جو حکمت ہے وہ پوری نہیں ہوئی۔بھئی دیکھئے ناں آپ نے نیت باندھ لی الحمد للہ رب العالمین ... ولاضالین آمین ... اللہ اکبر ... اور آپ کو پتہ ہی نہیں آپ نے کیا پڑھا۔ آپ یہ بتائیںکسی بھی کلاس میںآپ ایک سال پڑھتے ہیںاگرا س پڑھائی کا مفہوم آپ کے ذہن میں نہ ہوکیا آپ اگلے سال دوسری کلاس میں جاسکتے ہیں؟ جو جاسکتا ہے وہ ہاتھ اٹھائے۔بھئی آپ پڑھتے ہو ناں۔ آپ حساب کتاب پڑھتے ہو میتھ پڑھتے ہیں۔ٹیبل پڑھتے ہیں ... دو کا پہاڑا، تین کا پہاڑا ، چار کا پہاڑا۔ اب آپ کہتے ہیں دو ایکم دو ، دو دونی چار۔ تو اگر آپ دو دونی چار کا مفہوم نہ جانتے ہوںاور آپ یہ نہ بتاسکتے ہوں کہ چار کا مطلب ایک

دو تین یہ چار چیزیں رکھی ہوئی ہیںتو کیا آپ میتھس کے امتحان میں پاس ہوسکتے ہیں؟ نہیں ہوسکتے۔تو یہی صورت نماز کی بھی ہے ۔ نماز جب ہم پڑھتے ہیںتو چھوٹی چھوٹی سورتیں۔ ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کا ترجمہ جب ہم چھوٹی چھوٹی سورتیں جب ہم یاد کرلیتے ہیںتو اس کا ترجمہ بھی ہمیں یاد کرلینا چاہئیے۔اور بڑی آسانی سے ۔ بلکہ میں تو اپنے علماء ہیں، دانشور ہیں مذہبی میں تو ان سے بھی کہتا ہوں بھئی جب تم نماز یاد کرادیتے ہوتو ترجمہ بھی یاد کرادو۔اب دیکھئے آپ نماز پڑھتے ہیں کہتے ہیں اللہ اکبر۔ اب اگر کسی بندے کو اس بات کا پتہ ہی نہیں کہ اللہ اکبر کا مطلب ہے اللہ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔تو وہ اللہ اکبر اگر ہزار دفعہ بھی کہیں تو مفہوم تو اس کے ذہن میں نہیںآئے گا۔ لیکن جب آدمی نے کہا اللہ اکبر اور خیال کسی اور چیز کا آگیا تو بھائی بڑا تو وہ ہوگیا جس کا خیال آگیا۔تو نماز میں عربی زبان بھی پڑھیترجمہ سے بھی نماز۔ اب یہ تو مولوی صاحب بتائیں گے فتویٰ میں دے نہیں سکتالیکن اتنا ضرور ہے کہ جب آپ عربی نماز یاد کریںتو اساتذہ کی بھی ذمہ داری ہے والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو چھوٹی چھوٹی سورتوں کا ترجمہ بھی یاد کرادیں۔اس میں دونوں مفہوم آپ کے پورے ہوجائیں گے۔آپ نے اردو زبان میں بھی نماز پڑھ لی ہے اور عربی زبان میں بھی نماز پڑھ لی ہے اور نماز کا مفہوم بھی پورا ہوگیا۔

جی اور کوئی صاحب...؟

(سوال: ....)

نہیں نہیں دیکھئے ناں بات یہ ہے کہ جہاں تک نماز کا تعلق ہے۔ نماز ایک ڈیوٹی ہے۔ جس طرح ہر انسان کی ایک ڈیوٹی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ ہر انسان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ اپنے بڑوں کا ادب کرے، احترام کرے ۔ غیبت نہ کرے۔برائی نہ کرے۔ جھوٹ نہ بولے۔کسی کی حق تلفی نہ کرے۔تو اسی طرح یہ بھی ایک ڈیوٹی ہے کہ وہ نماز پڑھے۔اب یہ کہ تعلیم کا وقت اپنا ہے نماز کا وقت اپنا ہے۔تو اگر دیر سویر ہوجائے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے مثلاً نماز کا جو... نماز پڑھ لے۔ یہ کہ بھئی آپ بہت ضروری کام کررہے ہیںمثلاً آپ کوئی ریسرچ کررہے ہیںسائنسی۔ وہاں آپ نے دوا میں کوئی کیمیکل ملایا ہوا ہے۔ اس کیمیکل کا ایکشن ری ایکشن آپ کو دیکھنا ہے اور اس میں کوئی بہت بڑی ایجاد جو ہے اس کا دارومدار ہے۔تو ظاہر ہے ایسی صورت میں آپ تو اس کیمیکل ایکشن کو تو نہیں چھوڑ کے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ مشکل کام نہیں ہے۔نماز کے وقت نماز پڑھیں۔ پڑھائی کے وقت پڑھائی کریں۔سونے کے وقت سوئیں۔ کھیلنے کے وقت کھیلیں۔اب یہ بھی بہت سارے بچے جو ہیں وہ کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے وہ بچے کمزور ہوجاتے ہیں ذہنی طور پر۔کھیل اپنی جگہ ضروری ہے۔ اب کوئی یہ کہے۔ صاحب کھیل کیوں ضروری ہوا صاحب کھیل تو وقت ضائع کرنے کی بات ہے۔ نہیںکھیل بھی ضروری ہے۔اگر ہم نہیں کھیلیں گے ۔ ایکسرسائز صحیح نہیں

ہوگی ہمارا جسم صحیح نہیں ہوگا۔ ہمارا دماغ نہیں کھلے گا۔ بھاگ دوڑ کریں
گے تو دوران خون سے جو بیماریاں دور ہوتی ہیں وہ بیماریاں دور ہوں گی۔تو یہ
ڈیوٹی والی بات اگر آپ اس کو ڈیوٹی سمجھ لیںپھر آپ بڑی آسانی سے ہر کام
پورا کرسکتے ہیں۔

(سوال:.........ایسا کیوں نہیں ہے کہ ساری دنیا کی مخلوق مسلمان ہوجائے؟)

آدم علیہ السلام کی جو تعلیم ہے پہلے اس کو آپ سمجھیں کہ آدم علیہ السلام
کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پڑھایا وہ کیا پڑھایا۔ اب دیکھئے ناں آپ کے ہاں بھی
کتنے علوم ہیں۔فزکس الگ ہے۔ سائیکالوجی الگ ہے۔ پیراسائیکالوجی الگ ہے۔
سائنس الگ ہے۔ادب الگ ہے۔ تاریخ الگ ہے۔ جغرافیہ الگ ہے۔ تو آدم کو اللہ
تعالیٰ نے جو علوم سکھائے ہیںوہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو یہ
بات بتائی ہے کہ تم مخلوق ہواور تمہارا پیدا کرنے والا میں ہوں۔اور آدم کو وہ
علوم سکھائے ہ سب جانتے ہیں ناں کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے کہا فرشتوں کو جمع
کیااور فرشتوں کو جمع کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتوں اور جنات ... جنات
بھی آدم سے پہلے کی مخلوق ہے۔ آپ لوگ جنات کے بارے میں بھی سوال
کرسکتے ہیں۔جنات جو ہیں وہ آدم سے پہلے اس دنیا میں موجود تھے۔اللہ تعالیٰ
نے آدم کو جب پیدا کیا تو جنات کو اور فرشتوں کو جمع کیا۔ ایک مجلس بنائی
جیسے ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور ان سے کہا بھئی اب میں زمین میں اپنا
نائب بنانے والا ہوں۔ نائب سے مراد یہ ہے کہ میںایسا بندہ بنانے والا ہوں جو میرے
اختیارا استعمال کرتا ہو۔جیسے میں خالق ہوں۔جو چاہے کرسکتا ہوں۔قادر
مطلق ہوں اسی طرح یہ آدم بھی میری طرح اختیارات استعمال کرے گا۔
فرشتوں نے کہا... یہ پورا قرآن شریف ہے سورہ بقرہ میں سارا ہے یہ۔فرشتوں
نے کہا کہ اللہ میاںآپ جو یہ آدم کو بنارہے ہیںیہ تو زمین میں خوں ریزی کرے گا۔
فساد برپا کرے گا۔زمین کے اوپر ایک پریشانی اور زمین کے اوپر ایک خوں ریزی کا
سلسلہ جاری ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہاکہ جو ہم نے آدم کو
سکھا دیا ہے جو علم ہم نے آدم کو سکھادیا ہے وہ تم نہیں جانتے۔اور فرشتوں
اور جنات کو اطمینان دلانے کے لئے آدم سے کہا کہ جو کچھ میں نے تمہیں علم
سکھایا ہے وہ تم ان کو بتاؤ۔فرشتوں کو بھی بتاؤ اور جنات کو بھی بتاؤ۔آدم نے
وہ علم جو اللہ نے سکھایا تھا جب فرشتوں کے سامنے بیان کیاتو فرشتوں نے کہا
کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ سچے ہیں ہمیں یہ علم نہیںآتاجو آپ نے آدم کو سکھادیا
ہے۔یہ بالکل ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی بچہ ہو اسے کہیں کہ جی اسے
حساب آتا ہے ہ ایک دوسرا بچہ کہتا ہے جی اسے حساب نہیں آتا۔تو ٹیچر کہے
اچھا بھائی تم ضرب تقسیم کرکے بتاؤ۔تو وہ ضرب تقسیم کرکے بتادیتا ہے ۔تو
سب کہیں گے نہیں بھئی اسے حساب آتا ہے۔تو یہ آدم کے ساتھ بھی ہوا۔ تو آدم
کا جو علم ہے وہ یہ ہے کہ آدم آدم کی ساری اولادمخلوق ہے۔اور اس کو پیدا
کرنے والاخالق اللہ ہے۔دنیا میں چھ ارب لوگ آباد ہیںاس وقت چھ ارب لوگ آباد

ہیں۔ دو سو اسمبلیاں کام کر رہی ہیں۔ آپ یہ کہہ لیجئے کہ دو سو بری
حکومتیں کام کررہی ہیں۔ان دو سو اسمبلیوں میں یہ چھ ارب لوگ جو آباد ہیں
ان میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ سکتا ہو کہ صاحب
میںمخلوق نہیںہوں۔ہر آدمی یہی کہے گا کہ میں مخلوق ہوں۔تو آدم کے اس
علم سے چھ ارب انسان جو ہیں وہ واقف ہیں۔اب بات یہاں آکر خراب ہوئی
ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے ۔ اپنی بڑائی قائم کرنے
کے لئے ۔ فرعون، نمرود، شداد بننے کے لئے خود کو مخلوق کے دائرے سے باہر کیا
ہے۔اب اس میں کوئی بھی ہو۔ جو آدمی دنیا میں فساد برپا کرے گاوہ اللہ کی
مخلوق کے حکم کو نہیں کرے گا۔ آپ نے شداد کا نام سنا ہوگا جس نے جنت بنائی
تھی زمین پہ۔ سنا ہے ناں شداد نے جنت بنائی تھی۔تو جب اس نے جنت بنائی تو
جنت بنانے سے پہلے وہ اپنے محل سے نکلاتاج اتار کر ایک جگہ رکھا۔ کپڑے اس نے
معمولی سے پہنے اور ایک غار میں چلا گیا۔ پہاڑوں میں ایک غار میں چلا گیا۔
وہاں جاکر اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔یعنی شداد جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا
اسے اس بات کا پتہ تھا کہ اصل مالک جو ہے وہ اللہ ہی ہے۔لیکن اپنی نمائش
میں، غرور میں وہ خدا بن بیٹھا تھا۔تو اس نے اللہ سے دعا کی ۔ دو دعائیں ہیں۔
ایک نمرود کی دعا ہے ایک شداد کی دعا ہے۔میں آپ کو دونوں سناتا ہوں۔اس
نے دعا یہ کی اللہ میاںمیں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میری دعا قبول کریں اور میری
موت اس طرح آئے کہ جس طرح میں چاہتا ہوں۔اللہ نے کہا ٹھیک ہے بھئی بتاؤ
کس طرح تمہاری موت آئے؟ اس نے کہا صاحب نہ میں لیٹا ہوا ہوں،نہ میں بیٹھا
ہوا ہوں، نہ میں کھڑا ہوں، نہ میں چل رہا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ اس نے اپنی
زندگی کی جتنی بھی حرکات و سکنا تھیں... نہ میں کھانا کھاتا ہوا ہوں ، نہ میں
پانی پیتا ہوا ہوں، نہ میں گھر کے اندر ہوں، نہ میں گھر کے باہر ہوں، نہ میں
چھت کے نیچے ہوں، نہ میں آسمان کے نیچے ہوں، نہ میں سواری پر ہوں۔ اس
طرح میری موت آئے ۔ اللہ نے ٹھیک ہے۔جس طرح تم چاہتے ہو اس طرح
تمہاری موت آئے گی۔وہ خوش ہوگیا کہ اب مجھے مرنا تو ہے ہی نہیں۔ لٰذا
جب مجھے مرنا نہیں تو مجھے خدا بن جانا چاہئیے۔اور اس نے خدائی کا دعویٰ
کردیا۔خدائی کا دعویٰ کرنے کے بعداس نے جنت بنائی کہ بھائی جو مجھے مانے گا
اسے جنت میں ڈالوں گا اور جو مجھے نہیں مانے گا اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔
جنت تیار ہوگئی۔تو جب جنت تیار ہوئی تو وہاں کے انجنئیر نے کہا کہ صاحب اب
جنت کا آکر ملاحظہ کرلیجئے جنت تو ہم نے بنادی ہے۔تو جب وہ جنت دیکھنے
گیا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔تو گھوڑے کے دو پیر دوٹانگیںجنت کے دروازے پر تھیں اور
گھوڑے کی دو ٹانگیں یا دو پیر جنت کے دروازے سے باہر تھے۔صورت حال یہ تھی
کہ وہ شداد نہ دروازے کے اندر تھا، نہ دروازے کے باہر تھا۔ اچھا آدھا جو اس کے
دروازے کی چوکھٹ تھی وہ آدھی اس کے سر پر تھی، آدھا آسمان تھا۔ گھوڑا جو
ہے وہ اڑ گیا۔ اس کو بہت مارا پیٹا، دم مروڑی، کان کھینچے۔ سبھی کچھ
کیاگھوڑا جو ہے ٹس سے مس نہیں ہوا۔جب اس کی لگام زیادہ زور سے کھینچی

تو اسے تکلیف ہوئی تو گھوڑا بہت زور سے ہنہنایا، بہت زور سے بولااور اس نے
اپنی دوٹانگیں اوپر کرلیںیعنی دو ٹانگوں پر کھڑا ہوگیا۔جب وہ دو ٹانگوں پر کھڑا
ہوگیا تو شداد کو یہ اندیشہ ہوا کہ میں گر جاؤںگا۔ خیر وہ گھوڑے کو تھپکا، پیار
کیا۔ اس کو کھڑا کیا۔تو وہاں وزیر نے مشورہ دیا صاحب اب یہ ایسا کریں آپ
ادھر ہی اتر جائیں۔ یہاں سے جنت کے اندر کا کوئی فاصلہ تو ہے نہیںآپ یہاں
سے اتر جائیںپیدل چلے جائیں۔اس نے کہا ٹھیک ہے۔اب دیکھئے اس نے اللہ تعالیٰ
سے یہ بات منوالی تھی کہ میری موت اس طرح آئے کہ میں سواری پر بھی نہ
ہوں۔ تو اس کا ایک پیر رکاب میں تھا۔ گھوڑے کے اندر وہ رکاب ہوتی ہے ناں
جس میں پیر ڈالتے ہیں۔ایک پیر رکاب میں تھا۔اور ایک پیر غلام کے ہاتھ میں تھا
اور وہیں مرگیا۔مرگیا جنت وہ نہیں دیکھ سکا۔یہ سارا کام ظاہر ہے حضرت
عزرائیل علیہ السلام ملک الموت نے کئے۔وہ فارغ ہوگئے مر مراگئے تو حضرت
عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ اللہ
تعالیٰ کی حمد بیان کی ، تعریف بیان کی۔اور عزرائیل ملک الموت کا بڑا ہی دل
برا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا نوازا اگر اس نے جنت دیکھ ہی لیتا تو مایوس
تو نہ مرتا کم از کم۔تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں
عرض کیا یا اللہ! آپ بڑے ہیں بہت بڑے ہیں۔ اتنے بڑے ہیں کہ بڑائی بیان بھی
نہیں کی جاسکتی۔اگر یہ جنت دیکھ کے مرجاتا تو آپ کا تو کوئی ہرج نہیں
ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزرائیل! تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ حضرت
عزرائیل نے کہا کہ یا اللہ ہمیں تو اتنا ہی پتہ ہے جتنا آپ ہمیں بتادیتے ہیں۔تو
انہوں نے کہا کہ اب زمین کی طرف دیکھو۔حضرت عزرائیل نے عرش سے جب
زمین کی طرف دیکھاتو انہیں پچھلا ماضی کا واقعہ یاد آیا۔برسوں پرانا۔ دیکھا
انہوںنے کہ ایک سمندر ہے۔ اس سمندر میں ایک پانی کا جہا ز ہے۔ بہت بڑا
جہاز۔ اور اس جہاز کے اوپر قزاق ڈاکوسمندری قزاق کہتے ہیں آپ نے پڑھا ہوگا
کتابوں میںوہ سمندری قزاق جو ہیں اس میں چڑھ گئے جہاز میں۔اور انہوں نے
مار کٹائی یہ وہ سب۔ رونا دھونا بچے عورتیںبوڑھے۔ اور قصہ مختصر یہ کہ اتنا
اس میں ہنگامہ اور شور شرابہ ہوا کہ وہ جہاز ڈوب گیا۔اس میں سارے لوگ
جو تھے وہ غرق آب ہوگئے سمندر میں ڈوب گئے۔اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے
کہا کہ یہ جو بچہ ہے نوزائیدہ تین چار مہینے کا بچہ تھا اس کو نہیں مارنا۔تو
انہوںنے کہا ٹھیک ہے۔اور اس بچے کو تختے پہ ڈال کے سمندر پہ چھوڑ دینا۔
حضرت عزرائیل علیہ السلام بڑے حیران ہوئے کہ یہ تین مہینے کا بچہ تختے میں
ڈال کے میں سمندرمیں اسے چھوڑ رہا ہوںپانی ہے، سمندر کی بیس بیس چالیس
چالیس فٹ لہریں ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں۔ مچھلیاں ہوتی ہیں۔ بارشیں
ہوتی ہیں سمندر میں۔یہ تین مہینے کا نازک بچہ کس طرح زندہ رہے گا؟
انہوںنے کہا اللہ میاں آپ...؟ کہنے لگے بس جو ہم نے کہا وہ کرو۔حضرت
عزرائیل علیہ السلام نے اس بچے کو تخت پہ چھوڑ دیا۔پھر اس کا کیا بنا۔یہ کسی
کو پتہ نہیں۔اللہ نے کہا یہ شداد جس نے جنت بنائی تھی یہ وہ بچہ ہے جو تم نے

تختے پہ چھوڑا تھا۔اب تم اندازہ کرو کہ کس طرح ہم نے اس کی پرورش کی
کس طرح اس کی حفاظت کی۔ کس طرح اس کو وسائل فراہم کئے۔ کس طرح
یہ بادشاہ بن کر بیٹھ گیا۔اور اس نے کس یعنی بغاوت کے ساتھ ہمارے ساتھ
بغاوت کی جنت بنائی اور ساتھ ساتھ وہ ہم سے دعا مانگ کے گیا کہ جس طرح
میں چاہوں اس طرح میری موت آئے ۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا یا
اللہ آپ ہی جانتے ہیں اپنے بھید۔ اسی صورت سے آپ نے نمرودکا بھی نام سنا
ہوگا۔اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔زمین پر قحط پڑ گیا ۔ بارش بند
ہوگئی۔تو اس کی جو رعایا تھی جس کو وہ مخلوق کہتا تھا وہ آئی اور انہوں نے
کہابھئی تم کیسے خدا ہو بارش تو برساؤ ھیتی باڑی نہیں ہورہی ہے، قحط پڑ
گیاہے، جانور مر رہے ہیں، آدمی مر رہے ہیں بارش برساؤ۔اب یہ بڑا پریشان
ہوا کہ بھئی خدائی کا دعویٰ تو میں نے کیا لیکن بارش میں کس طرح برساؤں۔
تو یہ بڑا فکر مند تھا بڑا پریشان تھا۔ تو شیطان آگیا۔ابلیس جس کا نام آپ نے
سنا ہوگا وہ آیا اور اس نے کہا اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔تم اپنی
مخلوق سے رعایا سے کہہ دو کہ رات کو بارش ہوگی۔وہ بڑا خوش ہوا۔اور اس
نے جاکر کہہ دیا کہ رات میں بارش ہوگی تم جاؤ لوگوں۔اب شیطان نے کیا
حرکت کی کہ جتنے اس کے شتمبڑے تھے یا جتنی اس کی ذریت تھی شیطانوں کی
سب کو اکھٹا کیا لاکھوں کو اور سب سے یہ کہا بھئی فضامیں اڑو جنات تو اڑتے
ہیں ناں۔ فضا میں اڑو اور فضا میں کھڑے ہوکر سب پیشاب کرو۔وہ سب نے
پیشاب کیا بارش برس گئی۔ایسی بارش برسی ایسی بارش برسی لوگ بڑے
خوش ہوئے کہ واہ بھئی یہ تو بڑا سچا خدا ہے۔سوگئے لوگ۔اب صبح کو جو اٹھے
تو جو بھی آدمی اٹھا وہ ناک پہ رومال رکھے ہوئے اٹھا۔اتنی بدبو اتنا تعفن ۔ تو
انہوں نے کہا یہ بدبو دار بارش تو کبھی ہوئی ہی نہیں۔ بارش کا بدبو سے کیا
تعلق ہے بھئی؟ دوسرا مسئلہ یہ کھڑا ہوگیا کہ چونکہ پیشاب میں تو ایک تیزابیت
ہوتی ہے اس نے کیا کیا کہ سارے درختوں کے پتے جل گئے ۔ سارا گھاس خراب
ہوگیا۔یعنی جو تھوڑی بہت کھیتی باڑی تھی وہ بھی برباد ہوگئی۔ اس کی رعایا
میں بڑا بغاوت کے آثار پیدا ہوگئے کہ جی جھوٹا بادشاہ ہے جھوٹا بادشاہ ہے۔ اور
وہ محل کے اوپر چڑھ دوڑے کہ نکالو خدا کو اسے ماریں گے۔تو وہ نمرود جو ہے
وہ محل کے چور دروازے سے باہر نکلا۔ اور باہر نکل کر جنگل میں چلا گیا بیابان
میں ریگستان میںوہاں جاکر اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ ! تجھے تو پتہ ہے میں تو
خدا تو اصلی تو ہی ہے سچا خدا تو تو ہی ہے میں نے تو یہ سارا ڈھونگ رچا رکھا
ہے۔اگر آپ نے بارش نہیں برسائی تو میں جھوٹا خدا ہوجاؤنگا ۔ یا اللہ! تو میری
عزت رکھ لے میری لاج رکھ لے۔ اللہ نے ٹھیک ہے بھئی جب تو آگیا تو دعا مانگ
رہا ہے تو صحیح بارش ہوگئی۔دیکھئے۔بات یہ ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی
خالقیت کا تعلق ہے ، جہاں تک اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کا تعلق ہے۔تو اللہ تعالیٰ
نے پیدا بھی کردیا اور اللہ تعالیٰ نے علوم بھی عطا کردئے۔اب یہ نمرود اور شداد
کا قصہ سن کرآپ اس بات کا فیصلہ کرلیںکہ نمبرود کو بھی یہ پتہ تھا کہ

میجھوٹا خدا ہوں۔ شداد کو بھی یہ پتہ تھا کہ میں جھوٹا خدا ہوں۔ اس نے بھی
دعا مانگی اللہ سے اور دوسرے نے بھی دعا مانگی۔ تو یہ آدم کے علوم تو سب
جانتے ہیںلیکن اس علوم کو جاننے والے دو گروہ بن گئے ۔ ایک گروہ شیطان کے
ساتھ لگ گیا۔تو وہ جو شیطان کے ساتھ گروہ لگا ہے وہ ہمیشہ چونکہ شیطان
انسان کا دشمن ہے ۔ جنت سے نکال کر لایا تھا آدم اور حوا کو۔ تو وہ بظاہر تو
وہ انسان ہوتے ہیںلیکن ان کے عمل سارے شیطنت کے ہوتے ہیں۔اور دوسرا
گروہ جو پیغمبروں کا گروہ ہے۔ وہ آدم کے علوم انہیں بھی پتہ ہیں۔ آپ یہ
نہیں سمجھئے کہ آدم کے علوم سے شیطان واقف نہیں ہے۔ شیطان ان علوم
کوبھئی دیکھئے ناں آپ کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی جائے اب اس چھری سے
کسی کو زخمی کردییے شیطانی عمل ہوگیا۔اسی چھری سے آپ خربوزے تربوز
کاٹ کے کھالیں یہ رحمانی عمل ہوگیا۔تو یہ دنیا مییے دو علوم اس لئے ساتھ
ساتھ چل رہے ہیںکہ ایک گروہ جو ہے شیطان کی طرف چلاگیا ہے۔ اور ایک
گروہ رحمان کی طرف ہے۔شیطان کی تعریف یہ ہے کہ وہ دو انسانوں کو آپس
میں لڑا دیتا ہے۔ شیطان کا سب سے بڑا کما ل یہ ہوتا ہے کہ وہ آپس میں
نفرتیں پیدا کردیتا ہے۔شیطان کا سب سے بڑا کما ل یہ ہے کہ وہ آدمی کے اندر
برائی کو ڈھونڈنے کا کھوج لگانے کا جذبہ پیدا کرتا رہتا ہے۔یار وہ بڑا برا آدمی
ہے۔ارے بھائی آپ کو جب پتہ ہی نہیں ہے آپ نے کیسے کہا برا آدمی ہے ۔ یہ برا
کہنا جو ہے یہ شیطانی عمل ہوگیا۔تو آدم کے علوم سے سب واقف ہیں۔ لیکن
اس کے دو گروہ ہوگئے۔ایک شیطانی گروہ ہے ایک رحمانی گروہ ہے۔میری دادی
اماں نے مجھے ایک بات سنائی تھی۔کہنے لگیں بھئی وہ شیطان نے اپنی مجلس
قائم کی ۔ رات کو مجلس قائم کی کہ بھائی بتاؤ تم نے کیا کارنامہ انجام دیا۔
کسی نے کہا کہ میں نے اس سے جھوٹ بلوادیا۔کسی نے کہا کہ جی میں نے اس
سے چوری کرادی۔اور یہ کرادیا اور وہ کرادیا۔ شیطان سنتا رہا۔تو ایک شیطان
سٹمبرا آیااور اس نے کہا صاحب میں نے تو یہ کام کیا ہے ایک بچہ اسکول جارہا
تھا پڑھنے میں نے اسے باتوں میں لگا کہ اسکول جانے سے روک دیا۔اور گھر جاکر
اس نے اپنی اماں سے جھوٹ بول دیا کہ میں اسکول ہوآیا ہوں۔توکہتے ہیں
شیطان اتنا خوش ہوا کہ کھڑا ہوگیااور کھڑا ہوکر اسے اپنے سینے سے لگایا تھپکی
دی کہ تو نے صحیح کام کیا ہے۔اس لئے کہ یہ انسان جو ہے اگر یہ علم سیکھ
جاتا ہے پھر یہ میرے قبضے میں نہیں آتا۔تو اب آپ یہ دیکھییاب شیطان اب اگر
بچے ہمارے نہیں پڑھتے اسکول میں داخل نہیں ہوتے ۔ ماں باپ سے جاکر کہتے
دیتے ہیں کہ ہم تو اسکول ہو آئے ہیںتو اس عمل کو ہم کسی بھی طرح
شیطانی عمل سے باہر نہیں کرسکتے۔تو پیغمبروں کے جتنے بھی علوم ہیںان کا
منشاء صرف یہ ہے کہ انسان شیطان اپنے دشمن کو پہچانے ۔ اپنے ماں
باپ کا ادب کرے احترام کرے۔ استادوں کا ادب کرے۔سب سے پیار کرے۔ سب سے
محبت کرے۔بڑوں کو سلام کرے۔ چھوٹوں کو پیار کرے۔یہ پیغمبروں کی تعلیمات
ہیں۔

The End